مولانا محمد عبیداللہ الایوبیؒ القندھاری کی تفسیر ایوبی حنفی کا تعارف و ناقدانہ جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالمالک آغا
ڈسپلن آف ایجوکیشن اینڈ ہیومینیٹیز، بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

ABSTRACT

"Tafsir-e-Ayyoubi Hanifi" is for the first time being introduced in Urdu Language. The mufas'sir's father name is "Ayyoub" therefore it is called "Tafsir-e-Ayyoubi. It has been written in Afghani Pashtoo and consists of eighteen (18) volumes. It is the collection of various uloom (Sciences) such as: Literature, history, fiqha (qanoon), sar'f-o-nah'v (grammar) , tatbiq (comparison), tasav'vuf (Sufism), maslak (of different school of thoughts), il'm-e-akhlaq (ethics), il'me-balaghat (figure of speech) il'm- e- bayan (metaphor and simile), il'm - e - din (divinity), ilm - e - kalam (scholastic Philosophy) ilm - e - ladun'ni (inspired knowledge), il'me - mubahasah), ilm - e - handa'sah (geometry), uloom - e - qadimah (ancient sciences), ilm - e - hik' mat (philosophy and wisdom), and 'il'm - e - maani (rhetoric), etc. In this research article, a critical analysis will be taken. In research methodology, the researcher's devotion to some body or its belief in any body, does'nt mean to hide the facts. The good qualities and

deficiencies of the tafsir - e - Ayyoubi will be searched and pointed out neutrally.

مفسر کی سوانح عمری: INTRODUCTION

تفسیر کے جلد اوّل کے فرنٹ پیج پر آپ کا نام علامۃ العصر وحید الدہر ابوالفضل مولانا محمد عبید اللہ الایوبیؒ القندھاری السلیمان خیلی الحنفی النقشبندی عم نیضہ نوشتہ ہے۔ آپ کا نام محمد عبید اللہؒ ہے۔ ابوالفضل آپ کی کنیت ہے اور تخلص ایوبی ہے۔ عقائد میں آپ سنی ماتریدی ہے۔ فروع میں حنفی المذہب ہے اور طریقت میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں۔ بے۔ قوم آپ کی سلیمان خیل ہے اور آپ کا اصل وطن قندھار (افغانستان) ہے۔ اس وقت آپ بلوچستان کے دارالخلافہ کوئٹہ شہر پشتون آباد نصر اللہ خان چوک میں رہائش پذیر ہیں۔ آپؒ کے والدگرامی کا اسم مولانا محمد ایوب ہے۔ جو انتہائی متقی عالم تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں مجاز تھے۔ (۱)

تاریخ پیدائش

آپ کی تاریخ پیدائش ۵ ذی القعدۃ الحرام ۱۳۲۲ ہجری قمری ہے۔ آپ ابھی بھی حیات ہیں۔ اگرچہ ضعیف ہیں مگر نماز جماعت کے ساتھ باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔

تحصیل علم

مفسر کے بقول آپ کے والد اپنے بیٹے کو تعلیم دلوانے میں بہت زیادہ حریص تھے۔ چنانچہ آپ نے ابتدائی دینی کتب میں سے فقہ کی بعض کتابیں اور کچھ علم صرف ونحو کے کتب اپنے والد مرحوم سے پڑھیں۔ لیکن گھر میں رہ کر ذہنی فراغت و یکسوئی آپ کو حاصل نہیں تھی۔ اس لئے حصول علم کیلئے آپ کو پاکستان کا صوبہ بلوچستان کے ضلع پشین جانا پڑا۔ جہاں آپ نے ایک معروف جید عالم دین مولوی تیمور شاہ مرحوم سے حکمت اور عقائد کی بعض کتابیں پڑھیں۔ دو (۲) سال آپ مذکورہ عالم دین کے پاس رہیں۔ اس کے بعد آپ مزید تحصیل علم کی غرض سے ہندوستان تشریف لے گئے جہاں اجمیر شریف میں ممتاز جید عالم دین مولوی عبید اللہ قندھاریؒ کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ مولوی مرحوم عمر رسیدہ عالم تھے جن کے پاس افغانستان، بلوچستان، پشاور، آزاد قبائل اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے طلباء حصول علم کیلئے آتے تھے۔ مفسر موصوف نے مذکورہ مدرسہ میں تین (۳) سال قیام کیا۔ جہاں آپ نے علم میں کمال پیدا کیا۔ اور اُردو زبان میں بھی مہارت حاصل کی۔ آپ نے اس مدرسہ میں مختلف فنون کی کتابیں مثلاً کتب تفاسیر، ریاضی، علم و ادب کی کتابوں کے علاوہ متقدمین کے منطق اور حکماء کے بعض کتب جیسے شرح المطالع اور شرح الاشارات وغیرہ پڑھیں۔ یہ تقسیم ہند سے پہلے کا زمانہ تھا۔ (۲)

مذکورہ مدرسہ میں تین (۳) سال گزارنے کے بعد ہندوستان تقسیم ہونے لگا۔ اس دوران ہندوؤں نے مسلمانوں پر حد درجہ ظلم کیا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فسادات شروع ہوئے۔ بہت سارے بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ ہندوؤں نے اجمیر شریف میں اقلیتی مسلمانوں پر بھی ظلم شروع کیا۔ اور یہاں کے مسلمانوں کو بھی شہید کیا گیا۔ آخرکار استاذ گرامی مرحوم مولوی

عبداللہ قندھاری اپنے چند پختون طلباء کے ساتھ پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔موصوف نے بھی ان کے ساتھ ہجرت اختیار کی۔استاذ گرامی کوئٹہ شہر چلے آئیں اور اپنے ایک تلمیذ مولوی عبدالغفور مرحوم کے مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔مفسر تھوڑا عرصہ اس مدرسہ میں مقیم رہے اور بعد میں اپنے استاذ کی اجازت سے لاہور چلے گئے۔جہاں آپ معمر عالم شیخ الحدیث والقرآن مولانا امیر اللہ مرحوم کے ایک مدرسہ میں داخل ہوئے۔مذکورہ مدرسہ اچھرہ میں واقع تھا۔یہاں آپ نے دو(۲) سال گزارے۔اور تمام درسی کتب سے فراغت حاصل کرکے آخری سند حاصل کی۔اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔یہاں آپ نے مزید ایک سال استاذ کی حیثیت سے گزارا،اور اس کے بعد آپ اپنے آبائی وطن قندھار چلے گئے۔جہاں موسیٰ خان کے جامع مسجد،جو ہیرات دروازہ میں واقع ہے،میں ایک سال طلباء کو پڑھایا اس کے بعد زنگی آباد منتقل ہوا۔ایک سال وہاں پڑھایا اور پھر قندھار کے قریب ایک قریہ چلا گیا وہاں بارہ(۱۲) سال درس وتدریس سے منسلک رہا۔اس دوران ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ آپ نے مذکورہ قریہ "سخری" میں رہائش کے دوران جہان تصوف کے آفتاب،شیخ کامل پیر شریعت وطریقت حضرت مولانا سید عبدالغنی جان آغا مرحوم جو بابک کے نام سے معروف ہیں،کے دست پر بیعت کی۔اور ایک سال راہ سلوک کے منازل طے کئے۔ایک سال کے بعد شیخ طریقت کی جانب سے خلافت ملی۔اس کے بعد اقتصادی مشکلات کے سبب مفسرؒ نے خوشاب ہجرت کی،جو قندھار کے قریب ایک گاؤں ہے۔وہاں آپؒ نے پانچ(۵) سال پڑھایا پھر قندھار منتقل ہوا۔اور ملا علم اخند کے کلی کے ایک جامع مسجد میں پڑھانا شروع کیا۔چنانچہ تیرہ(۱۳) سال آپ نے یہاں گزارے۔اس دوران روسی انقلاب برپا ہوا۔اور ایک قوم پرست سیاسی پارٹی "خلق" کے تعاون سے روسی فوج افغانستان میں داخل ہوئی۔جنہوں نے مسلمانوں،علماء کرام ومشائخ عظام کا قتل عام شروع کیا۔بایں سبب مختلف ممالک کو ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔اور علماء نے روس کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔ان حالات میں بقول مفسر آپ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہمسایہ قریبی مسلم ملک پاکستان کے صوبہ بلوچستان کا مرکز کوئٹہ شہر ہجرت کی۔اور تمام سیاسی وابستگیوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے صرف درس وتدریس پر پوری توانائیاں صرف کیں۔آپ تا حال کوئٹہ شہر ہی میں مقیم ہیں۔(۳)

علمی خدمات

موصوف کے علمی خدمات دو طرح کی ہیں۔ایک قسم آپ کے تدریسی خدمات ہیں۔آپ نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ درس وتدریس میں گزارا۔علمی خدمت کی دوسری قسم آپؒ کے تصنیفی خدمات ہیں۔جو تین طرح کی ہیں:

i۔ تصنیفات وتالیفات۔

ii۔ شروح۔

iii۔ حواشی۔

آپ بیک وقت کئی دینی کتب کے مصنف ہیں۔مثلاً تفسیر اوبی کے علاوہ ھدایۃ الناشع(تصوف کی کتاب)،مجربات ایوبی(وظائف) اور مواعظ اوبی وغیرہ۔علاوہ ازیں آپ نے پشتو زبان میں مروجہ درس نظامی کے بعض درسی کتابوں پر حواشی لکھی

ہیں۔ وہ کتابیں و رسائل چالیس (۴۰) سے تجاوز کر چکی ہیں اور طالبان علم ان سے اب بھی مستفید ہو رہے ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے متعدد فقہی کتب کے شروح بھی لکھی ہیں، مثلاً "شرح شروط الصلوٰۃ" "شرح قدوری" "شرح نور علم" "اور شرح کنز" وغیرہ۔ نیز آپ نے کئی دینی کتب کے تراجم بھی کیے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے علم کلام (عقائد) علم تفسیر، علم حدیث، علم صرف، علم نحو، علم عروض، علم معانی، علم منطق، علم طب، علم ریاضی، علم حکمت، علم نجوم، علم اسرار شریعت، علم تصوف وغیرہ جیسے علوم بھی حاصل کیے۔

تفسیر ایوبی حنفی

مفسر کے والد کا نام ایوب تھا اس نسبت سے تفسیر کا نام ایوبی رکھا گیا۔ موصوف چونکہ حنفی المسلک ہے۔ بایں سبب حنفی کا لفظ تفسیر کے نام کا حصہ بنا۔ مذکورہ تفسیر اٹھارہ (۱۸) جلدوں پر مشتمل ہے۔ جو افغانی پشتو میں لکھی گئی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء کو زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

خصوصیات

تفسیر ایوبی کئی علوم کا جامع ہے اور اس پر کئی رنگ غالب ہیں۔ یہ بیک وقت نحوی، فقہی، صوفیانہ، تاریخی و ادبی اور مسلکی تفسیر ہے۔ مثلاً اس میں علم نحو کے مشکل مباحث کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ تصوف کے باریک مسائل کا بھی اس میں بیان ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے علم کلام یعنی عقائد کے حساس اور اہم مسائل کی تشریح بھی کی ہے۔ جیسے آپ نے وہابی عقائد کا رد کرتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا دفاع کیا ہے۔ موصوف کا مذہب حنفی کی طرف رجحان حد درجہ زیادہ ہے۔ یہی سبب ہے کہ تفسیر کا نام بھی حنفی رکھا گیا ہے۔ مذکورہ تفسیر کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دیگر تفاسیر کی بہ نسبت قصص القرآن کا نہایت مفصل بیان ہے۔ امم سابقہ، قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کے قصص اس قدر تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ کہ بہت کم تفاسیر میں اس قدر تفصیلات موجود ہیں۔ مذکورہ تفسیر کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فقہی مباحث اور احکام القرآن بھی بیان ہوئے ہیں۔ یہ تفسیر ادبی جہت بھی رکھتی ہے۔ اس میں جا بجا پشتو عربی اور فارسی ابیات اور اشعار مذکور ہیں۔ اس میں مذاہب اربعہ کی قرآن حکیم سے تطبیق کی گئی ہے۔ گویا یہ ایک طرح کی تطبیقی تفسیر بھی ہے۔ اس میں آیت قرآنی کے خواص کا تذکرہ بھی ہے۔ اور شان نزول کا مفصل انداز میں توضیح کی گئی ہے۔ اس کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ مفسر نے بالعموم دیگر قدیم تفاسیر سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ وہ اپنی رائے کا اظہار بھی کرتے رہے ہیں، گویا مذکورہ تفسیر بیک وقت تفسیر بالروایۃ بھی ہے اور تفسیر بالرائی بھی۔

نقائص

ا۔ تفسیر ایوبی کے فرنٹ پیج پر مفسر کے نام سے پہلے چند القاب مثلاً علامۃ العصر وحید الدہر لکھے ہوئے ہیں۔ جو جدید اصول تحقیق کے خلاف ہے۔ صرف نام پر ہی اکتفا ضروری ہے۔ القاب کے استعمال سے بچنا چاہیے۔

۲۔ مذکورہ تفسیر کی ایک بہت بڑی خامی یہ ہے۔ کہ بعض مقامات پر موصوف نے حوالہ جات نہیں دیئے ہیں۔ حالانکہ حوالہ دینا لازمی ہے۔ اور جدید تحقیقی رجحانات کی رو سے حوالہ نہ دینا بہت بڑا نقص ہے۔ موصوف نے عدم حوالہ جات کا خود اعتراف بھی کیا ہے اور قارئین کو یہ اطمینان دلایا ہے کہ مفسر نے جہاں جہاں حوالہ جات نہیں دیئے ہیں۔ اگر ان کو

اطمینان نہیں ہے تو دیگر معتبر تفاسیر میں ان حوالہ جات کو تلاش کیا جائے۔(۴)

۳۔ مذکورہ تفسیر میں بعض مقامات پر تحریری غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۴۸ پر سطر ہشتم میں "اعوباللہ" لکھا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ "اعوذباللہ" ہے۔ علاوہ ازیں بعض مقامات پر ایک لفظ دو مرتبہ دھرایا گیا ہے۔ جیسے مذکورہ صفحہ ہی کے چھٹی سطر میں ایک ایک لفظ دو مرتبہ لکھا ہوا ہے۔ مثلاً "صحیح دی صحیح دی"(۵)

تفسیر اُوبی کی جلد اوّل

تفسیر اُوبی کی پہلی جلد کے شروع میں خطبہ، مقدمہ اور دیگر زائد معلومات ذکر ہوئے ہیں۔ جلد اوّل، پارہ اوّل اور پارہ دوم کا ربع اور ایک رکوع پر مشتمل ہے۔ یعنی یہ سورت البقرۃ کے آیت نمبر ۵۹ تک کے تفسیر پر محیط ہے۔ موصوف نے تفسیر کا آغاز خطبہ سے کیا ہے۔ چنانچہ تسمیہ اور حمد وثناء کے بعد پشتو، عربی اور فارسی میں بالترتیب چند ابیات، اشعار اور اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً ایک شاعر کے عربی شعر کو یوں نقل کیا گیا ہے:

بقدر الکد تکتسب المعالی + ومن طلب العلی سہر اللیالی
تروم العز ثم تنام لیلا + یغوص البحر من طلب اللآلی۔(۶)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ایک قول موصوف نے یوں بیان کیا ہے:

رضینا قسمۃ الجبار فینا + لنا علم وللجہال مال
فان المال یفنی عن قریب + وان العلم یبقی لایزال(۷)

موصوف نے آگے عالم ربانی کی شان بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

ینبغی للعالم ان یکون متبوعا فی العلم و لایکون تابعاللدینار و الدرھم.(۸)

آپؒ نے بارگاہِ الٰہی میں اپنے عجز و انکساری کا اظہار فارسی ابیات میں یوں کیا ہے:

الٰہی یاالٰہی یاالٰہی + ندارم جز امید تکیہ گاہی + زکن موجود کردی جملہ عالم
مرا از ذنب خود کن عذرخواہی + ندارم توشہ راہ قیامت + بجز شرمندگی و روسیاہی
ندارم طاعت مقبول درگاہ + بجز اشک ندامت آہ آہی + بحق و حرمت فرقان اعظم +
حرم کن بر من و گم کردہ راہی شفیع آور دو روی محمدﷺ + عبید را عفو کن جملہ گناہی۔(۹)

مقدمہ

مذکورہ تفسیر کا مقدمہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ چنانچہ حصہ اوّل میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں شروع تا آخر جتنے بھی حروف تہجی جتنی مرتبہ آئے ہیں۔ ان سب کی تعداد بتائی گئی ہے۔ مثلاً حروف تہجی کا پہلا حرف "الالف" قرآن حکیم میں ۴۸۷۷۰ مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ حرف "الباء" ۱۱۴۲۸ مرتبہ آیا ہے۔ اسی طرح حرف "التاء" ۱۴۰۴۰ اور حرف "الیاء" ۲۵۷۱۷ دہرایا گیا ہے۔(۱۰)

واضح رہے کہ موصوف نے حروف تہجی کی یہ تعداد امام نسفیؒ کے حوالے سے لکھی ہے جس سے سلیمانؒ نے نقل کیا ہے۔(۱۱)

الغرض جملہ حروف تہجی کی تعداد بتائی گئی ہے۔ جو نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ انتہائی معلومات افزا بھی ہے۔

مقدمہ کے دوسرے حصے میں مفسر قرآن کے لئے شرائط کا بیان ہے۔کوئی بڑا سے بڑا جید عالم بھی جب تک مطلوبہ معیار پر نہ اترے۔ وہ تفسیر نہیں لکھ سکتا ہے۔ وہ شرائط حسب ذیل ہیں :

i۔ علم لغت عربی

ii۔ علم النحو

iii۔ علم المعانی

iv۔ علم البیان

v۔ علم البدیع

vi۔ علم حدیث

vii۔ علم اصول فقہ

viii۔ علم کلام

مفسر کے خیال میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کیلئے مذکورہ بالا آٹھ (۸) مختلف علوم پر دسترس شرط ہے مگر عصر حاضر کا المیہ یہ ہے کہ ہر کس و ناکس نے قرآن حکیم کے تفسیر لکھنے کی جسارت کی ہے۔ حالانکہ یہ انتہائی نازک کام ہے جو ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ تفسیر لکھنے کیلئے ایک عالم کو مطلوبہ معیار پر پوری طرح اترنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ کہیں پر بھی ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ اور اس سے غلطیاں سرزد ہوسکتی ہیں۔ جو فساد کا سبب بن سکتا ہے۔ آپ نے اس بحث کو سمیٹتے ہوئے دو مقولے بھی لکھے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

مقولہ: نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

مقولہ: انجیر خوردن نہ کار ہر مرغیست۔ واللّٰہ المستعان۔ (۱۲)

مقدمہ کے حصہ سوم میں ناسخ اور منسوخ کے اعتبار سے سور قرآنیہ چار اقسام میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

الف۔ ایک قسم اُن سورتوں کی ہے جن میں نہ ناسخ ہیں اور نہ منسوخ۔ ان سور کی تعداد ۴۳ ہے۔

ب۔ دوسری قسم اُن سورتوں پر مشتمل ہے جن میں ناسخ اور منسوخ دونوں ہیں۔ ایسے سورتوں کی تعداد ۲۵ ہے۔

ج۔ تیسری قسم اُن سور کی ہے۔ جن میں فقط ناسخ ہیں۔ ان سورتوں کی تعداد چھ (۶) ہے۔

د۔ چھوتی قسم اُن سورتوں کی ہے کہ جن میں فقط منسوخ ہیں۔ ان کی تعداد ۴۰ ہے۔ (۱۳)

مقدمہ کے بعد موصوف نے بالترتیب تعوذ، لفظ "اللہ" تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی اپنے منفرد انداز میں مفصل تفسیر بیان کی ہے۔ ضمنی طور پر آپ نے علم نحو کے مشکل مسائل کو عام فہم انداز میں بیان کیا ہے۔ اور علم کلام یعنی عقائد کی تفسیر میں مختلف مکاتب فکر کے نظریات بیان کرتے ہوئے ان پر جرح کیا ہے۔ اور ان کے دلائل کو رد کیا ہے۔ اور آپ نے مریض پر دم کے عوض معاوضہ کو

جائز قرار دیا ہے۔ کیونکہ احادیث کے مختلف کتب میں حضرت ابوسعیدؓ سے مروی اس روایت کو استدلال کے طور پر پیش کیا ہے۔ کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے سفر کے دوران کفار کے ایک سردار جس کو بچھو نے کاٹا تھا، پر دم کیا اور اس کے بدلے میں تیس (۳۰) دنبے وصول کئے۔ اور آنحضرتؐ نے اس معاوضہ (شکرانہ) کو جائز قرار دیا تھا۔ (۱۴) آپ نے اذان، امامت، تعلیم قرآن اور تدریس فقہ کا معاوضہ بھی جائز قرار دیا ہے۔ (۱۵) الغرض موصوف نے تفسیر بیان کرنے کے دوران فقہی مسائل بیان کئے ہیں۔ مثلاً آپ نے حیوان ذبح کرتے وقت بسم اللہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا ہے۔ آپ کے نزدیک شکار کو نشانہ بناتے وقت بھی تسمیہ کا پڑھنا واجب ہے(۱۶) تفسیر اویسی کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلے سوالات قائم کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کے ذہن میں جو سوالات ابھر سکتے ہیں۔ ان کے جوابات پہلے سے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً علم صرف سے متعلق ایک اہم سوال پوچھا گیا ہے۔ موصوف نے اس کا جواب دیا ہے۔ (۱۷)

الحاصل تفسیر اویسی میں بیک وقت فقہ واصول فقہ، صرف ونحو، تصوف، علم کلام یعنی عقائد، مسالک اربعہ، اہل ظواہر، تاریخ وادب، احکام القرآن وغیرہ کے مفصل مباحث بیان ہوئے ہیں۔ اس کی جلد اول کل ۳۴۱ مضامین پر مشتمل ہے۔ (۱۸) اور کل صفحات ۴۸۸ ہیں۔

جلد ہفتم کا ناقدانہ جائزہ

ساتویں جلد کو زیر بحث لانے کا سبب یہ ہے کہ اس میں کچھ نئے مضامین شامل ہوئے ہیں۔ جیسے حکایات اور نصائح وغیرہ۔ اس میں کل دس (۱۰) حکایات بالترتیب صفحات نمبر: ۵،۳۴، ۵،۷۵، ۱۰۸، ۱۲۶،۱۳۷،۱۵۷،۱۸۲،۲۰۹، ۵۵،۲۶ پر مذکور ہیں۔

موصوف نے ساتھ ساتھ نصائح بھی بیان کئے ہیں۔ مثلاً جلد نمبر ۷ کے صفحہ نمبر ۳۴۷ پر حضرت امام زین العابدینؒ کے بعض ابیات نقل کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

عجبت للمتكبر الفخور الذى كان بالامس نطفة ويكون غداً جيفة وعجبت كل العجب لمن شك فى الله وهو يرى خلقه وعجبت كل العجب لمن انكر النشاة الآخرة وهو يرى النشاة الاولى وعجبت كل العجب لمن يعمل لدار الفناء وترك دارالبقاء انتهى بعبارته المضية المباركة. (۱۹)

جہاں تک حکایات کا تعلق ہے۔ ہر چند کہ مفسر نے ان حکایات کو مستند ذرائع سے نقل کیا ہے۔ مگر یہ پھر بھی تحقیق طلب ہیں۔ کیونکہ حکایات بالعموم مبالغہ آرائی پر مبنی ہوتی ہیں۔

چودھویں جلد کا ناقدانہ جائزہ

مذکورہ جلد کا آغاز حمد وثناء باری تعالیٰ اور درود پاک سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد موصوف نے اس جلد کی تاریخ ویوم اور وقت کو یوں بیان کیا ہے:

بروز بدھ، بوقت چاشت، صفر کے مہینے میں ۱۴۳۱ ہجری قمری کو اس کا آغاز کیا گیا۔ (۲۰) اس کے بعد مفسرؒ نے درگاہ باری

تعالیٰ میں یوں التجا کی ہے:

الٰہی یا الٰہی ـــــ ندارم جز امید تکیہ گاہی

ز کن موجود کردی جملہ عالم ـــــ مرا از ذنب خود عذر خواہی۔ (۲۱)

یہاں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ موصوف تفسیر کرتے وقت اہل سنت والجماعت کے عقائد کا ساتھ ساتھ ذکر بھی کرتے رہتے ہیں۔

مثلاً آپ نے اہل سنت والجماعت کا ایک عقیدہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک لوگوں کے افعال کا خالق محض اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (۲۲) نیز ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ موصوف تفسیر بیان کرتے وقت جب اپنی رائے دیتے ہیں تو رائے دینے سے قبل ایک ذیلی عنوان "درویش کہتا ہے" قائم کر لیتا ہے اور قرآن وحدیث سے استدلال کرتے ہوئے اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں موصوف حسب معمول سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رکھتے ہیں یعنی آپ پہلے خود سے سوال پوچھتے ہیں اور اس کے بعد اس کا جواب دیتے ہیں۔ اور بعض مقامات پر مفسرؒ "تنبیہ" کا عنوان قائم کر کے تاریخی حقائق نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ آپ نے لفظ "تنبیہ" کے زیر عنوان یہودیوں کے دو معروف قبائل بنی نضیر اور بنی قریضہ کی بغاوت اور معاہدوں کی خلاف ورزی کو مفصلاً بیان کیا ہے۔ (۲۳) مذکورہ جلد میں موصوف نے احادیث کی روشنی میں "فصل فی فضائل التسبیح" بیان کیا ہے جس میں آپؒ نے معروف تسبیح "سبحان اللہ وبحمدہ" کے فضائل بیان کئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور تسبیح جو چار کلمات پر مشتمل ہے اس کے بہت زیادہ فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ ورضا نفسہ وزنۃ عرشہ ومداد کلماتہ۔ (۲۴)

مذکورہ جلد (۱۴) میں مفسرؒ نے والدین کی خدمت اور ادب واحترام پر بحث کی ہے۔ اس ضمن میں موصوف نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی والدہ محترمہ کی خدمت وادب کا ایک تذکرہ تاریخ قدیم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ نیز مفسرؒ نے عصر حاضر میں لوگوں کا اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنے کا شکوہ فارسی کے ایک بیت کی صورت میں یوں واضح کیا ہے:

"دختران راہمہ جنگ با مادر ـــــ پسران راہمہ بدخواہ پدری بینم" (۲۵)

الغرض تفسیر لُوبِ حنفی کی چودھویں جلد کل ۹۰ مضامین پر مشتمل ہے اور اس کے کل صفحات ۶۲۴ ہیں۔

آٹھارویں (آخری) جلد کا ناقدانہ جائزہ

آخری جلد کی تفسیر کا آغاز ۱۳۳۳ھ کو کیا گیا۔ اس جلد میں سب سے پہلے سورۃ الملک کی تفسیر کی گئی ہے لیکن مذکورہ سورۃ کی تفسیر سے قبل مفسرؒ نے حمد وثناء کے بعد ایک شعر سے اپنی بحث کا آغاز کیا ہے جو حسب ذیل ہے:

ہمت بلند دار کہ نزد خدا وخلق ـــــ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو (۲۶)

مذکورہ جلد میں سورۃ الملک تا سورۃ الناس کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جو کل ۴۸ (اڑتالیس) سورتیں ہیں۔ کل صفحات ۴۲۸ ہیں۔ آخر میں ایک فصل میں فضائل قرآن حکیم کی توضیح کی گئی ہے۔ اس کے بعد بقول مفسر کر اس نے تفسیر لُوبِ حنفی کا آغاز مکہ معظمہ

میں کیا تھا۔ اور یہ دس (۱۰) سال کے عرصے میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکی۔۔(۴۷)

اس کے بعد مفسرؒ قرآن نے عذر پیش کیا ہے کہ عین ممکن ہے کہ اتنی بڑی تفسیر میں مفسر سے سہو، اور غلطیاں سرزد ہوئی ہوگی۔ اور آپؒ نے آخری جلد کے تمام مباحث کو سمیٹتے ہوئے سب سے آخر میں حسب ذیل اشعار سے اس کا اختتام کیا ہے:

الٰہی یا الٰہی یا الٰہی ۔۔۔۔۔ مرا از بی خودی کن عذر خواہی

ندارم طاعت مقبول درگاہ ۔۔۔۔۔ بجز اشک ندامت آہ آہی

ندارم توشۂ راہ قیامت ۔۔۔۔۔ بجز شرمندگی و روی سیاہی

شفیع آوردہ ام روی محمد ﷺ کرم کن بر من گم کردہ راہی

روز محشر ھر کہ آید تصویر جانان در بغل ۔۔۔ من نیز حاضر میشوم تفسیر قرآن در بغل۔(۴۸)

مفسرؒ موصوف کا آخری جملہ کہ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ آپ کی تمام زندگی کا سرمایہ یہ تفسیر ہے، اللہ کے حفظ و امن میں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون(۴۹)

Conclusion

۱۔ زیر تحقیق تفسیر کا ناقدانہ جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ یہ تفسیر افغانی پشتو میں ایک منفرد علمی و تحقیقی کاوش ہے۔

۲۔ مذکورہ تفسیر جامع العلوم ہے اور اس کے متعدد وجہات ہیں۔ مثلاً یہ بیک وقت فقہی، نحوی و صرفی، تاریخی و ادبی، مسلکی، تطبیقی اور صوفیانہ تفسیر ہے۔

۳۔ ہر چند کہ مذکورہ تفسیر میں محاسن اور خامیاں دونوں پائے جاتے ہیں البتہ اس کے محاسن اس کے خامیوں پر غالب ہیں۔ لیکن پھر بھی اس میں غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ جن کی نشان دہی کی گئی ہیں۔ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کی تصحیح کی طرف مفسر موصوف کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد عبداللہ، اوبوبی، مولانا، قندھاری، ادارۂ تالیفات اوبوبی، مکتبۃ القرآن والمجید، کانسی روڈ کوئٹہ، بلوچستان، ت ن، ص ز، ت ح۔

۲۔ ایضاً، ۳۴۳۔۳۴۶۔

۳۔ ایضاً، ص ۳۴۴۔۳۲۶۔

۴۔ محمد عبداللہ، اوبوبی، مولانا، تفسیر پژو پانگھی، مکتبۃ القرآن والمجید، کانسی روڈ کوئٹہ، شالدرہ کوئٹہ، ت ن، ص ۲۶۸۔

۵۔ ایضاً، ص ۴۸۔

۶۔ ایضاً، ص ۵۔

۷۔ ایضاً، ص ۵۔

۸۔ ایضاً، ص ۵۔

۹۔ ایضاً، ص ۵۔۶۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۱۷۔

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۷۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۰۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۲۔۲۳۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۷۔۳۸۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۳۹۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۲۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۵۹۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۷۱۔۲۸۸

۱۹۔ ایضاً، ج ۷، ص ۳۲۷۔

۲۰۔ ایضاً، ج ۱۲، ص ۵۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً۔

۲۳۔ ایضاً، ص ۲۲۸۔۲۲۹۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۵۷۔

۲۵۔ ایضاً، ص ۱۳۴۔۱۳۵۔

۲۶۔ ایضاً، ج ۱۸، ص ۵۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۲۷۔

۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ ایضاً